قسط نمبر ۲

اناجیل اربعہ پر ایک نظر

(از مولوی عبد الجلیل صاحب متعلم دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

انجیل متی انجیل لوقا کے جستہ جستہ مقامات پر تبصرہ کیا جا چکا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی آج بھی ہدیہ ناظرین ہے چونکہ یہ ایک علمی مضمون ہے اسلئے بہت ممکن ہے عوام الناس[۴۴] اس مضمون سے بہت کچھ استفادہ کرینگے ۔ آج کل چونکہ عیسائی مبلغین نہ صرف شہروں میں بلکہ گاؤں گاؤں پھر کر جاہلوں کی جہالت اور غریبوں کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کو اپنے دام میں پھنسا رہے ہیں ۔ اور عیسائیت کی تبلیغ بڑی گہری چالوں سے کیجا رہی ہے اس لئے مبلغین اسلام سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ عیسائیت کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو مسیحیوں کی ان کتابوں کا جن پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے محرف اور متناقض ہونا ثابت کر کے یہ بتلائیے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی پاک تعلیم کا ان کتابوں میں نام و نشان نہیں بلکہ یہ سب چند الجھے ہوئے دماغوں کی کاوش کے نتائج ہیں ۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا نمونہ قرآن پاک میں ہے آؤ دامن قرآن میں پناہ لو اور اس چشمہ ہدایت سے سیراب ہو جاؤ چھوڑ دو ایسی کتابوں کو جن کے تناقضات و تحریفات کی تطبیق و توفیق بقول "ہارن" و "نورٹن" نہایت ہی دشوار ہے ۔ آج بھی آپ کی ضیافت طبع کیلئے مندرجہ ذیل واقعات پھر درج ہیں +

متی نے ابات کی تشریح کی ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی ولادت کے بعد ان کے والدین "بیت لحم" میں تقریباً دو سال مقیم رہے یہانتک کہ مجوس نے یہیں آ کر ملاقات کیا پھر اس کے بعد مصر چلے گئے اور جب تک یہودیوں کا جابر و قہرمان فرمانروا مسیح علیہ السلام کا دشمن " شاہ ہیرود" زندہ رہا مصر سے واپس نہیں آئیے البتہ "شاہ ہیرود" کے انتقال کر جانے کے بعد مصر سے لوٹے اور موضع "ناصرہ" میں اقامت اختیار کیا اسی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ناصری بھی کہا جاتا ہے یہ تو متی کے کلام کا مفہوم تھا لیکن جب لوقا کے کلام کو دیکھا جاتا ہے تو سراسر متی کے کلام کا متناقض و متخالف نظر آتا ہے کیونکہ لوقا کے کلام کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے والدین مدت نفاس کے ختم ہونیکے بعد ہی "یروشلم" کی طرف رحلت کر گئے تھے اور تقدیم ذبیحہ کے بعد وہاں سے ناصرہ میں آ کر مقیم ہوئے البتہ ہر سال عید کے دن یروشلم کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے اور تین یوم تک مسیح علیہ السلام بھی یروشلم میں بلا والدین کو اطلاع دیئے ہوئے ٹھہرے رہے ۔ یہ ہے لوقا کے بعض ضمنی کلام کی تشریح ناظرین خود فیصلہ کر لیں کیا ایسے لوگ دعوئ وحی و الہام میں صادق سمجھے جا سکتے ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل کہے جا سکتے ہیں کیا انہیں جیسوں کے ہاتھ میں کائنات عالم کی کنجیاں دیجا سکتی ہیں کیا ایسے ہی لوگوں کو تحریم و تحلیل اور دیگر اوامر و نواہی احکام و شرائع میں خود مختار بنایا جا سکتا ہے (کلا واللہ) جن کے کلام کا یہ حال ہو کہ ایک تو کہے مسیح کے والدین مصر کی طرف چلے گئے تھے ۔ دوسرا کہے نہیں یروشلم چلے گئے

[۴۴] اس سے زیادہ دلچسپی نہیں لیکن وہ حضرات جو میدان مناظرہ میں اترنے والے ہیں ... امید ہے کہ وہ

تھے ایک بولتا ہے بیت لحم میں تقریبا دو سال ٹھہرے رہے پھر ہجرت کیا دوسرا کہتا ہے نہیں مدت نفاس کے بعد فوراً ہجرت کیا اور بیت لحم میں ٹھہرے ہی نہیں۔ ایک لکھتا ہے بیت لحم میں مجوس آئے اور یہیں ملاقات کی دوسرے کے کلام کے بموجب معلوم ہوتا ہے ناصرہ میں ملاقات ہوئی یہ ہے صاحبان الہام اور سروش غیبی اور روح القدس کی تائید غیبی کے دعویداروں کا کلام ان کی اس ژولیدگی پر نظر غائر ڈالنے کے بعد اگر آپ صحیح واقعات کی تفتیش کرنا چاہتے ہیں تو یوسف نجار والا مسیح (فی زعمھم) کی ہسٹری دیکھئے تاریخ میں بسند صحیح اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں کہ یوسف نجار نے سرزمین یہود کو چھوڑ کر مصر یا کسی اور شہر کی طرف ہجرت کیا ہے +

(۲) متی" کے بعض کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان یروشلم کو مجوس کے اخبار سے قبل عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی ولادت کی خبر نہ تھی اسی طرح یہودیوں کے "بادشاہ ہیرود" کو بھی مجوس کے خبر دینے کے قبل مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا حال معلوم نہ تھا البتہ سارے یہود اور "شاہ ہیرود" بہت زمانے سے مسیح کی دشمنی اور عداوت قلبی کی وجہ سے مسیح کے قتل کے درپے چلے آرہے تھے۔

قارئین کرام متی کی عبارت کا مطلب ذہن نشین کر لینے کے بعد لوقا کی بعض عبارات پر امعانی نظر ڈالیں آیا عبارتین میں کوئی تخالف پایا جاتا ہے یا نہیں۔ لوقا کے کلام کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو وقت مسیح کے والدین مدت نفاس کے بعد تقدیم ذبیحہ کی غرض سے یروشلم گئے تو ایک بشپ اور خدا رسیدہ بزرگ جن پر روح القدس کا سایہ تھا اور روح القدس کے نور سے دل بھی منور تھا ساتھ ہی ساتھ بذریعہ وحی والہام آپ کو یہ خبر بھی دیجا چکی تھی کہ جب تک عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی زیارت سے مشرف نہ ہوگے اس وقت تک قزاقی اجل کا حملہ نہ ہوگا ایسی صفات کے ایک نورانی چہرے والے بزرگ ہیکل میں کھڑے ہوتے ہیں اور مسیح کے دونوں بازو پکڑ کر عامہ خلائق کے سامنے زائرین کے بھرے مجمع میں جن میں مختلف قبائل مختلف ملل و ادیان کے لوگ خصوصاً جہاں پر یہودیوں کا جمگھٹا رہتا تھا مسیح علیہ السلام کے سارے اوصاف تمام خصائل بلا کسی روک ٹوک کے بیان کرتے ہیں اور عوام الناس کو مسیح کی تمام صفات سے مطلع کرتے ہیں۔

نیز "حنتہ" نامی ایک عورت جو اپنے وقت کی نبیہ تھی اور حمد و تسبیح میں مشغول تھی اس نے بھی عوام الناس کے سامنے مسیح کے تمام اوصاف بیان کردیئے۔ سوال یہ ہے کہ اگر شاہ ہیرود اور اس کی رعایا قوم یہود بقول متی اخبار مجوس کے قبل مسیح علیہ السلام سے ناواقف تھی تو ایک بزرگ پوپ اور "حنتہ" نبیہ نے "شاہ ہیرود" کے دارالسلطنت "یروشلم" میں جہاں پر حاکم وقت جائر و ظالم شاہ ہیرود اور ہزاروں یہودی مسیح کی جان کے دشمن تھے۔ علی رؤس الاشہاد مسیح کی تمام صفات سے (بقول لوقا) لوگوں کو کیوں مطلع کیا شاید غرض یہ رہی ہو کہ خدا کا ایک سچا رسول نبی برحق حاکم وقت کے پنجۂ استبداد کا شکار ہو جائے (حاشا و کلا کیونکہ بقول لوقا بشپ صاحب پر روح القدس کا سایہ تھا اور حنتہ نبیہ تھی) چونکہ یہ ایک حقیقی اور معنوی اختلاف تھا اسی وجہ سے "فاضل نورٹن" جیسے شارح انجیل نے جو کہ انجیل کا زبردست حامی ہے دونوں قولوں میں سے متی کے کلام کی تغلیط کرتے ہوئے لوقا کے کلام کو صحیح بتلایا ہے۔

(۳) انجیل متی پ۹ مترجمہ یونانیہ میں یہ عبارت مرقوم ہے۔ فبنا یسوع یقول ھذا اذا قبل الیہ احد اشراف ذلك الموضع وقال لہ ان ابنتی توفیت وانا ارغب الیك ان تذھب الیھا وتمسھا بیدك لتحیاہ ترجمہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نذارو تبشیر میں مشغول تھے اچانک گاؤں کے امراء میں سے کوئی امیر حاضر ہوکر عرض کرتا ہے میری لڑکی انتقال کرگئی ہے ہماری خواہش ہے آنحضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور اعجاز مسیحی لوگوں کو دکھلائیں تاکہ میری بچی زندہ ہوجائے اس کے بعد مسیح کے تشریف لیجانے کا پورا واقعہ اسی متی ص۹ مترجمہ یونانیہ کی عبارت میں یہ ہے ولما جاء یسوع الی بیت الرئیس ونظر المزمرین والجمع یضجون قال لھم تنحوا فان الصبیۃ لم تمت لکنھا نائمۃ فضحکوا علیہ فلما اخرج الجمع دخل فی مسك بیدھا فقامت الصبیۃ فخرج الخبر الی تلك الارض کلھا۔ جب مسیح رئیس مذکور کے مکان پر پہنچے تو نوحہ وگریہ کرنیوالی عورتوں کو کہا تم سب الگ ہوجاؤ اور فکر مت کرو لڑکی مری نہیں ہے بلکہ آرام کی نیند سو رہی ہے لوگ اس پر ہنسنے لگے کیونکہ آپ کے اس بھولے پن پر ہنسنا ہی تھا اس کے بعد جب مجمع نہ رہا تو آپ مکان میں داخل ہوتے لڑکی کا ہاتھ پکڑنا ہی تھا کہ فوراً کھڑی ہوگئی اور اقصائے عالم میں یہ معجزہ مسیح مشہور ہوگیا۔

متی کی اس عبارت پر جب غور کیا جاتا ہے تو صداقت وحقانیت کا نام ونشان بھی نہیں ملتا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے بقول متی "کذب صریح سے کام لیا اور کہا بچی آرام کی نیند سو رہی ہے حالانکہ بقول لوقا بچی مرچکی تھی اور مسیح نے بھی مرجانے کا اقرار کیا تھا چنانچہ رئیس کے جزع وفزع یاس وحرماں کو دیکھکر مسیح نے فرمایا تھا۔ امن فتحیا ابنتك (لوقا) صبر کر لڑکی زندہ ہوجائیگی۔ بعینہٖ یہی مطلب انجیل مرقس کے پ۵ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ان متناقض قولوں کی موجودگی میں یا تو متی کا بیان غلط کہا جائے یا لوقا کو کاذب ٹھہرایا جائے ورنہ مسیح کا کاذب ہونا لازم آئیگا حالانکہ نبی صادق سے کذب محال ہے۔

(۴) متی نے لکھا ہے گاؤں کا رئیس مسیح ناصری کے پاس اپنی لڑکی کے انتقال کرجانے کے بعد آیا تھا تاکہ آپ کی دعا سے لڑکی زندہ ہوجائے اور بقول لوقا لڑکی کا باپ اسے مریضہ چھوڑکر آیا تھا تاکہ آپ کی برکت سے شفایاب ہوجائے۔

(۵) متی پ۸ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے مسیح نے پہلے ایک برص والے کو اچھا کیا اس کے بعد جب موضع "ناحوم" میں داخل ہوئے تو کسی مریض غلام کو اس کے مہلک امراض سے نجات دیا پھر "پطرس" کے مرض کو شفا بخشا حسب بیان متی مریضوں کے شفایاب ہونیکی یہ ترتیب ہے مگر لوقا کا بیان اس کے سراسر مخالف ہے اور ایسی منعکس ترتیب ہے جس کی توفیق مشکل ہے چنانچہ لوقا پ۴ میں اولاً پطرس کے مریضوں کا شفایاب ہونا بتلایا گیا ہے اور پ۵ میں برص والے کا تندرست ہونا لکھا ہے اور سب سے آخر میں پ۷ کے اندر غلام کا صحت یاب ہونا مذکور ہے۔ ان اختلافات کو دیکھکر کیا ہم کہہ سکتے ہیں انجیل متی انجیل لوقا وحی ربانی الہام غیبی اور روح القدس کی تائید سے لکھی گئی ہیں اور کیا ان کے مصنفین کے متعلق ہم یہ حسن ظن رکھہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ خدا رسیدہ ملہم اور روح القدس کے نور سے منور تھے۔ کیا